بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۳۳ | ۶ ماہ احسان ۱۳۲۴ھش | ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۶۴ھ | ۶ جون ۱۹۴۵ء | نمبر ۱۳۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ ماہ احسان۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج ساڑھے دس بجے ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ حضور کے ہمراہ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ حرم ثالث بھی ہیں۔ جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بھی ساتھ گئے ہیں۔ ڈلہوزی سے حضور کے متعلق ساڑھے سات بجے شام بذریعہ فون یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حضور بخیریت ۱/۲ ۴ بجے پہنچ گئے۔ اس وقت سر کا درد زیادہ نہیں ہے۔ لیکن بواسیر کا دورہ معلوم ہوتا ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت نزلہ کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

مولوی محمد حسین صاحب اور گیانی واحد حسین صاحب ویرووال سے واپس آ گئے ہیں۔

کل بعد نماز مغرب خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد مبارک کے زیر اہتمام ایک تبلیغی جلسہ حلقہ مسجد فضل میں ہوا۔ جس میں چودھری کرم الٰہی صاحب ظفر زعیم حلقہ مسجد مبارک اور مولوی جلال الدین صاحب قمر نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام...

ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۸ ماہ ہجرت ۱۳۲۴ھش مطابق ۸ مئی ۱۹۴۵ء

بعد نماز مغرب

مرتبہ۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڈھی مولوی فاضل

دنیوی قیامت سے اخروی قیامت کا استدلال

شیخ محمد حسین صاحب سب جج ریٹائرڈ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ سورۂ زخرف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذی نزل من السماء ماءً بقدر فانشرنا بہ بلدۃ میتاً کذالک تخرجون اور سورۂ قٓ میں فرماتا ہے۔ ونزلنا من السماء ماءً مبارکاً فانبتنا بہ جنٰت وحب الحصید۔ والنخل باسقٰت لہا طلع نضید رزقاً للعباد واحیینا بہ بلدۃ میتاً کذالک الخروج۔ اس تخرجون اور خروج سے قیامت کے دن اٹھنا مراد ہے۔ یا وحی کی بارش سے ظلمت سے نکل کر ہدایت کی طرف آنا مراد ہے؟

قرآن کریم کی سنت

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ اصل میں تو قرآن کریم میں ماء کا نزول وحی سے تعلق رکھتا ہے۔ باقی قرآن کریم کی یہ سنت ہے۔ کہ بالعموم دنیوی قیامت سے اخروی قیامت کا استدلال کرتا ہے۔ ان آیات میں بھی پہلا استدلال یہی ہے۔ کہ تمہاری دنیوی قیامت اب آنے والی ہے۔ ایک تاریخ نبی ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ مجددین کا ہوتا ہے۔ جیسے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد کے اکثر انبیاء تھے۔ ان کو چھوڑ کر باقی بڑے بڑے اور اہم انبیاءؑ جب آتے ہیں۔ تو اس وقت قوم بالکل مایوس ہوتی ہے۔ اور اس کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ وہ ترقی کرلیگی بالکل ناممکن نظر آتا ہے۔

مکہ والوں کی مایوسی

مثلاً مکہ کے لوگ گو دنیوی لحاظ سے خود حاکم تھے۔ کسی کے ماتحت نہیں تھے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جو پیشگوئی تھی۔ کہ یہ شہر تمام دنیا کا مرکز بن جائیگا۔ اور دنیا کے کناروں سے لوگ اس کیطرف آئیں گے۔ اس پیشگوئی کے لحاظ سے مکہ والوں کے دلوں میں مایوسی پیدا ہو چکی تھی۔ چنانچہ قرآن مجید میں مایوسی کی جو علامت بیان کی گئی ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں۔ کہ ظاہری اور موجودہ حالت کے لحاظ سے وہ مایوس تھے۔ بلکہ مایوسی سے مراد یہ تھی۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو فرماتے تھے۔ کہ میرے ذریعہ عرب کو ترقی حاصل ہوگی۔ اور مکہ تمام دُنیا کا مرکز بن جائیگا۔ اس کے متعلق وہ مایوس تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ یہ کتنی لغو بات ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ مکہ کو ایسی شان و شوکت حاصل ہو جائے۔

پس مکہ والوں کی ظاہری اور دنیوی حالت تو گو گری ہوئی نہیں تھی۔ مگر اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے وہ اس سے بالکل مایوس اور ناامید تھے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ کہ مکہ دنیا کا مرکز بن جائیگا۔

بنی اسرائیل کی حالت

بعض انبیاء کے وقت ظاہری حالات کے لحاظ سے بھی لوگوں کی حالت گری ہوئی تھی۔ اور وہ دنیوی لحاظ سے بھی آزاد نہیں تھے۔ مثلاً بنی اسرائیل جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں گو حاکم تو نہیں تھے۔ مگر آزاد تھے۔ اور کسی کی طرف سے کوئی دست اندازی نہیں کی جاتی تھی۔ لیکن جب یہ لوگ مصر میں گئے تو ان کو غلامی نصیب ہوئی۔ یعنی گو بظاہر غلام کہلاتے تو نہیں تھے۔ مگر ان سے کام غلاموں والا لیا جاتا تھا۔ مثلاً اینٹیں بناتے تھے۔ تو حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اس قوم کی جو ظاہری حالت تھی وہ پہلی حالت سے بھی بدتر تھی۔ اسی طرح حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ان کی حالت پہلی حالت سے بدتر تھی۔

مایوسی سے مراد

مگر حضرت نوحؑ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں موجودہ ظاہری حالت پہلی حالت سے بدتر تو نہیں تھی۔ مگر جو مقاصد بیان کئے جاتے تھے۔ ان کے لحاظ سے ان کے اندر مایوسی تھی۔ اور ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لحاظ سے ان کی حالت مناسب نہ تھی۔ تو میں نے جو یہ کہا ہے۔ کہ بڑے بڑے انبیاء جب آتے ہیں۔ تو اس وقت قوم مایوس ہوتی ہے۔ اس مایوسی سے مراد یہ نہیں۔ کہ ضرور ان کی ظاہری حالت پہلے سے گری ہوئی ہو۔ بلکہ بعض دفعہ تو ان کی ظاہری حالت پہلے سے بھی گری ہوئی ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ ظاہری حالت تو گری ہوئی نہیں ہوتی۔ مگر کوئی بڑی پیشگوئی ہوتی ہے۔ اس کے لحاظ سے ان کی حالت غیر مناسب ہوتی ہے۔ جیسے حضرت نوحؑ کے زمانہ میں نئی دُنیا بسانے کی خبر تھی۔ یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایک پیشگوئی تھی۔ کہ مکہ تمام دُنیا کا مرکز بن جائے گا۔ ان دونوں انبیاء کے زمانہ میں اُن کی قومیں ان مقاصد کے لحاظ سے

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔

غرباء کے لئے غلہ کا انتظام

رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

احباب اس وقت اپنے لئے غلہ کا انتظام کر رہے ہونگے اور زمیندار غلہ اٹھا رہے ہونگے۔ اس وقت انہیں قادیان کے ان غرباء کو نہیں بھولنا چاہئے جو دیارِ حبیبؐ میں تنگی کے ایام گزار رہے ہیں۔ ہمیں ان کے لئے اٹھارہ سو من غلہ یا پندرہ ہزار روپیہ چاہئے۔ گزشتہ سال دوستوں نے غفلت سے کام لیا اور تین ہزار کے قریب قرض گزشتہ سال کا بھی ہم نے ادا کرنا ہے گزشتہ سال دو سو من غلہ مَیں نے دیا تھا ایک سو من برادرم عبد اللہ خان صاحب نے اور دو سو من عزیزم ملک عمر علی صاحب نے۔ کوئی سو من کے قریب غلہ ہمارے دوسرے رشتہ داروں نے دیا تھا کل چودہ سو من غلہ ہوا تھا۔ جس میں سے پانچ سو من غلہ ہمارے خاندان نے دیا۔ گو ہمارے لئے یہ خوشی کا موجب ہو مگر باقی جماعت کے لئے یہ سخت ندامت اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ ایک خاندان کی امداد سے دگنا بھی باقی ساری جماعت نہ دے سکی۔ غرباء کا امن اور آرام ہی قوم کی زندگی کا نشان ہوتا ہے۔ جو لوگ اس طرف سے غافل ہوتے ہیں۔ وہ اپنی شقاوت قلبی کا ثبوت دیتے ہیں۔ اس لئے میں اس سال خصوصیت سے جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ ہر خاندان اپنے سالانہ غلہ کا چالیسواں حصہ اس مد میں ادا کرے اور امراء حسب توفیق زیادہ رقم دیں اور زمیندار اپنی کل گندم کی پیداوار کا $\frac{1}{40}$ غرباء کے لئے ادا کریں امید ہے۔ کہ جماعت اس دفعہ اپنی سابقہ غفلت کا بھی ازالہ کریگی۔ والسّلام

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

مایوس تھیں۔ اور ان مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی حالت بہت ادنیٰ تھی ÷

نبی کے ذریعہ مُردہ قوم زندہ ہو جاتی ہے

تو خدا تعالےٰ نے جب یہ فرمایا کہ اب تمہاری قیامت آنے والی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ نبی جب آتا ہے۔ تو وہ قوم خواہ موجودہ حالت کے لحاظ سے گری ہوئی ہو۔ اور خواہ مقاصد عالیہ کو سامنے رکھتے ہوئے جو ترقیاں اس کے لئے مقدر تھیں اس کے لحاظ سے ان کی حالت گری ہوئی ہو۔ نبی آکر نہ صرف ان کی موجودہ حالت کو درست کر دیتا ہے بلکہ ان کو مقاصد عالیہ پر لے جاتا ہے۔ اور اس کے آنے سے مردہ قوم میں پھر زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ تو اس کی مثال گویا پانی کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جس طرح جب بارش نازل ہوتی ہے۔ تو مردہ زمین کے اندر روئیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ہزاروں ہزار بیج جو اس زمین کے اندر پوشیدہ ہوتے ہیں وہ اگ آتے ہیں۔ اور بنجر زمین کے اندر شادابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب انبیاء آتے ہیں۔ تو وہی قوم جو مردہ ہوتی ہے۔ اس کے اندر چونکہ خدا تعالیٰ نے ایسے سامان رکھے ہوتے ہیں۔ اور ترقی کے ایسے مخفی بیج اور ایسی قوت نمو رکھی ہوتی ہے۔ نبی کے آنے سے وہ بیج پھوٹنا شروع ہو جاتا ہے اور وہ قوت نمو ظاہر ہونے لگتی ہے۔ جسے دیکھ کر دنیا حیران رہ جاتی ہے۔

رسول کریمؐ کے ذریعہ عرب زندہ ہوگئے

جیساکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوا کہ جب آپؐ پر وحی کی بارش نازل ہوئی تو وہی معمولی انسان جو محض گڈریئے تھے یا کوئی چھوٹی موٹی تجارت کرتے تھے ان کے اندر ایسی روئیدگی اور ان کے دماغوں میں اتنا نمو پیدا ہوا کہ جو کارنامے انہوں نے سر انجام دیئے ان کو دیکھ کر دنیا کے بڑے بڑے مدبر حیران رہ گئے۔ اور آج تک لوگ ان کی سیاستدانی۔ ان کے علم اور ان کے تدبر کے قائل ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت سے پہلے کا ابوبکرؓ۔ رسالت سے پہلے کا عمرؓ۔ رسالت سے پہلے کا عثمانؓ۔ رسالت سے پہلے کا علیؓ۔ رسالت سے پہلے کا طلحہؓ۔ رسالت سے پہلے کا زبیرؓ رسالت سے پہلے کا عباسؓ۔ رسالت سے پہلے کا عبد الرحمن بن عوفؓ۔ اور رسالت سے پہلے کا خدیجہؓ۔ یہ سب مختلف بیج تھے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے مخفی تھے۔ کوئی ان میں معمولی تاجر تھا۔ جیسے آجکل پھیری والے ہوتے ہیں۔ کوئی اونٹ اور بکریاں چراتا تھا۔ یا کسی نے کعبہ میں پانی پلا چھوڑا اور اس کا نذرانہ لے لیا گویا یوں سمجھ لو جس طرح موجودہ زمانہ میں مسجد کا ملاّ ہوتا ہے۔ ان کے متعلق کوئی خیال بھی نہیں کرسکتا تھا کہ یہ لوگ دنیا کو فتح کرینگے۔ بلکہ ساری دنیا کو فتح کرنا تو درکنار۔ کوئی وہم وگمان بھی نہیں کرسکتا تھا کہ یہ کسی چھوٹی سی مثلاً کپورتھلہ یا مالیر کوٹلہ جیسی ریاست کو بھی فتح کرسکیں گے۔ مگر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی کی بارش نازل ہوئی۔ تو ان کے اندر ایسا نمو پیدا ہوا کہ یہی لوگ جو معمولی تاجر اور گڈریئے تھے کوئی ان میں سے بے نظیر قاضی بنا۔ کوئی تدبر ملکی کا ماہر بنا۔ کوئی زبردست جرنیل بنا اور کوئی ماہر سیاستدان بنا۔ اور ان کی سیاست اور ان کے تدبر کا ایسا دبدبہ تھا جس نے دنیا کو ہلا دیا۔ اور ان میں سے ایسے ایسے وجود پیدا ہوئے جن کو عالمگیر حکومتوں کے امن کو قائم رکھنے کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ چنانچہ عبد الرحمن بن عوفؓ اور حضرت عباسؓ کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبتک یہ دونو وجود زندہ رہینگے اسوقت تک مسلمانوں میں کوئی تفرقہ پیدا نہیں ہوگا۔ گویا آپؐ نے ان دونو کے تدبر اور ان کی سیاست کی اتنی قدر کی کہ اگر مسلمان ساری دنیا کو بھی فتح کرلیں ان کی موجودگی میں اُن کے اندر تفرقہ پیدا نہیں ہوگا۔ تو یہ سب مخفی بیج تھے جو غیر آباد زمین میں دبے پڑے تھے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ وحی کی بارش نازل ہوئی تو یہ بیج جو کسی کو نظر نہیں آتے تھے پھوٹ پڑے اور ان کے اندر ایسی روئیدگی اور شادابی پیدا ہوئی۔ کہ جسے دیکھ کر دنیا حیران رہ گئی۔

قومی زندگی سے اُخروی قیامت کا استدلال

قرآن مجید اس سے آگے پھر یہ استدلال کرتا ہے۔ کہ جس طرح یہ بیج تمہیں نظر نہیں آتا تھا اور تمہاری نظروں سے مخفی تھا مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کرکے ہم نے اس کو ظاہر کر دیا۔ اور مردہ قوم کے اندر نئی زندگی پیدا کردی۔ اسی طرح اگر اللہ تعالےٰ انسانی جسم میں سے کوئی باریک بیج محفوظ رکھے۔

اور پھر اس سے نئی زندگی پیدا کر دے، تو یہ کونسی بڑی بات ہے۔ پس پانی کے نزول سے قرآن مجید تین قسم کا استدلال کرتا ہے۔ پہلا استدلال عام روئیدگی کا ہے کہ زمین بالکل بنجر اور خشک نظر آتی ہے۔ مگر جب بارش نازل ہوتی ہے۔ تو اس خشک زمین سے وہ بیج جو اللہ تعالےٰ نے اس میں مخفی رکھے ہوتے ہیں۔ اس بارش سے اگ آتے ہیں۔ اور غیر آباد زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ پھر اس سے آگے دُوسرا استدلال روحانی ترقی کا کرتا ہے کہ نبی کے زمانہ میں وُہ قوم مردہ نظر آتی ہے۔ اور تم سمجھتے ہو۔ کہ اس کا ترقی کرنا ناممکن ہے مگر ظاہری بارش کو دیکھ لو۔ کہ جب وُہ نازل ہوتی ہے۔ تو کس طرح غیر آباد اور خشک زمین میں سرسبزی اور شادابی پیدا ہو جاتی ہے، اسی طرح ہم اس نبی پر وحی کی بارش نازل کر کے اس کے ذریعہ اس کی مُردہ قوم کو زندہ کر دینگے۔ چنانچہ پھر جب وہ ترقی ہو جاتی ہے۔ تو تیسرا استدلال اس سے یہ کرتا ہے۔ کہ جب یہ پہلی روحانی زندگی مل گئی ہے۔ تو پھر دوسری روحانی زندگی کے متعلق تم کیونکر یہ سمجھتے ہو۔ کہ وہ نہیں ہوگی۔ اور تم کیونکر یہ خیال کرتے ہو۔ کہ جو مُردے قبروں میں دبے پڑے ہیں۔ وہ دوبارہ زندہ نہیں ہونگے؟ جس طرح اس روحانی زندگی سے تم مایوس تھے۔ مگر وحی کی بارش کے ذریعہ یہ زندگی پیدا ہو گئی۔ اسی طرح جب اس نئی زندگی کے مطابق پانی نازل ہوگا۔ تو ان مُردوں کے اندر بھی نشوونما پیدا ہو جائیگا۔ اور وُہ قبروں سے اٹھ کھڑے ہونگے۔

احمدی نوجوانوں سے خطاب

اس کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ یہاں ہمارے نوجوان کالجوں کے بھی اور سکولوں کے بھی بیٹھے ہیں۔ مَیں ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے وُہ حیرت انگیز تغیر ظاہر فرمادیا ہے۔ جس کی بنیاد آج سے دس سال پہلے تحریک جدید کے ذریعہ رکھی گئی تھی۔ دنیا کی لڑائی کا اب خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے دین کی لڑائی کا راستہ کھول دیا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے۔ کہ جو قربانیاں دنیا والوں نے اس جنگ میں کی ہیں۔ ان کا بغور مطالعہ کریں۔ اور اپنے آپ کو دین کی لڑائی کے لئے اس سے زیادہ قربانیاں کرنے کے لئے تیار کریں۔ دنیوی جنگ کو دیکھ لو یہ کس رنگ میں اچانک ختم ہوئی ہے۔

دینی اور دنیوی جنگ میں فرق

دنیوی جنگ میں انسان کو بسا اوقات فتح کی امید نہیں ہوتی۔ مگر پھر بھی وہ قربانی کرتا ہے۔ مگر دین کی جنگ کے بارے میں مومنوں کو اپنی فتح اور کامیابی کا یقین ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ مومنوں کو بعض دفعہ تکلیف پہنچتی ہے۔ تو بعض مومن گھبرا جاتے ہیں۔ اور منافق طبع لوگ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تھنوا فی ابتغاء القوم ان تکونوا تالمون فانھم یالمون کما تالمون وترجون من اللہ مالا یرجون وکان اللہ علیما حکیما (نساء ع ۱۵/۱۲) تم دیکھو جو تکلیف تم کو پہونچ رہی ہے۔ یہ صرف تمہیں ہی نہیں بلکہ تمہارے دشمنوں کو بھی پہونچ رہی ہے۔ یہ نہیں۔ کہ تمہارا مال خرچ ہوتا ہے۔ اور ان کا نہیں ہوتا۔ یا تمہارے آدمی مرتے ہیں۔ اور ان کے نہیں مرتے۔ بلکہ مال ان کا بھی خرچ ہوتا ہے۔ اور تمہارا بھی۔ آدمی ان کے بھی مرتے ہیں۔ اور تمہارے بھی۔ پس جہاں تک دنیوی تکلیف کا سوال ہے۔ اس میں تم دونوں برابر ہو۔ مگر ایک چیز میں فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ تمہارے دشمنوں کے اندر شک ہے انہیں اپنی فتح کا یقین نہیں۔ مگر تمہیں یقین ہے۔ کہ فتح تمہاری ہوگی۔ تو جب باوجود شک کے وُہ قربانیاں کرتے ہیں۔ تو تم اپنی کامیابی کے متعلق یقین رکھتے ہوئے قربانیوں سے کیوں گھبراتے ہو؟ پس تم دونوں میں یہ امتیاز ہے۔ کہ وہ لڑتے ہیں مایوسی کے ساتھ اور تم لڑتے ہو یقین کے ساتھ کہ ہم نے بہرحال جیتنا ہے۔ اور تمہارے اندر وہ ایمان ہے جو ان کے اندر نہیں۔

ہم میں اور دوسرے لوگوں میں فرق

موجودہ زمانہ میں یہی فرق ہمارے اور دوسرے لوگوں کے اندر ہے۔ کہ ہمیں خدا تعالےٰ کے وعدوں کے مطابق اپنی فتح کے متعلق یقین ہے۔ مگر ان لوگوں کے اندر مایوسی ہے۔ لیکن باوجود مایوسی کے وہ لوگ قربانیاں کرتے ہیں۔ جرمنوں کو ہی دیکھ لو۔ ان کی پچھلے چھ ماہ کی لڑائی مایوسی والی تھی۔ مگر جتنی قربانی انہوں نے ان چھ ماہ میں کی ہے۔ اتنی قربانی انہوں نے پہلی ساری جنگ میں بھی نہیں کی۔ وہ جانتے تھے۔ کہ اس لڑائی کا نتیجہ ہمارے حق میں نہیں ہوگا۔ مگر پھر بھی انہوں نے کہا۔ کہ اگر جنگ کا نتیجہ ہمارے حق میں نہ ہُوا تو کیا ہے۔ ہم دشمن کی قید میں رہ کر ذلت کی زندگی گزارنے سے جنگ میں مر جانا بہتر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ پچھلے چند ہفتوں میں دس لاکھ جرمن مارے گئے۔ اور بعض اس سے بھی زیادہ کہتے ہیں بعض دفعہ ایک ایک محاذ پر ایک ایک دن میں پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ ہزار آدمی مارا گیا مگر ان حالات میں بھی وُہ لڑتے گئے۔ کہ اگر ہم مارے گئے تو کیا ہوا۔ ہم مر جانا بہتر سمجھتے ہیں۔ مگر دشمن کے ماتحت رہنا پسند نہیں کرتے۔ پس مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے امید نہ بھی دلائی گئی ہو۔ کہ تم نے جیتنا ہے۔ تو قربانی کے لئے صرف یہی چیز کافی ہے۔ کہ انسان دشمن کی قید اور ماتحتی میں رہنا پسند نہ کرے۔ مگر ہمارے لئے تو ایک زائد چیز ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تم دین کے لئے قربانیاں کروگے تو تمہاری وہ قربانیاں رائیگاں نہیں جائینگی بلکہ ان کے بدلہ میں خدا تعالےٰ اسلام کو دنیا میں پھیلا دیگا۔ پس ہمارے لئے تو قربانی کے محرکات اور موجبات بہت زیادہ ہیں۔ اور ہمارا مقصد بہت اعلےٰ ہے۔ اور ہمیں اپنی کامیابی اور فتح کے متعلق یقین ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہم دنیا والوں سے زیادہ یا کم از کم اتنی قربانیاں نہ کریں۔ خدا تعالےٰ ہمارے ساتھ احدی الحسنیین کا وعدہ فرماتا ہے۔ کہ اگر تم جیت گئے۔ تو پھر تو تمہاری فتح ہے ہی۔ لیکن اگر تم دین کی لڑائی میں مارے گئے۔ تو سیدھے جنت میں جاؤگے۔ گویا دونوں صورتوں میں ہمارے سامنے بہت بڑا مقصد اور دونوں صورتوں میں ہمیں امید اور یقین ہے غالب ہونے کی صورت میں بھی اور مرنے کی صورت میں بھی ؛

احمدی نوجوان کیا کریں؟

پس ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے۔ کہ اس دنیوی جنگ میں لوگوں نے جو قربانیاں کی ہیں۔ ان کا بغور مطالعہ کریں۔ اور پھر اپنے آپ کو دین کی جنگ کے لئے اس سے بھی زیادہ قربانیاں کرنے کے لئے تیار کریں ؛

کلام اللہ کا منشا

غلام رسول صاحب پنشنر پشاور بتوسط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھتے ہیں۔

"آج مَیں نے ایک عریضہ (جس میں ⅓ حصہ جائداد وقف کی تھی) حضور کی خدمت میں گھر سے باہر ایک سرکاری جگہ پر بیٹھے ہوئے تحریر کیا۔ اس کے بعد میں گھر آیا۔ اور قرآن مجید نکال کر مَیں سورۃ توبہ کی تلاوت کرنے لگا۔ جوں جوں میں پڑھتا گیا۔ حضور ایدہُ اللہ تعالےٰ کے خطبات کے مضامین مجھے یاد آنے لگے۔ چند رکوع پڑھ کر ختم کئے۔ تو معاً مجھے خیال آیا۔ کہ اس سورۃ کا مَیں بھی ایسا ہی مخاطب ہوں۔ جیسا کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے لوگ اور بالخصوص صحابہ رضی اللہ عنھم تھے۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبوں کے تمام مضامین مجھے اسی سورۃ میں بیان شدہ معلوم ہوئے۔ پس میں کلام اللہ کے منشاء کے مطابق جس کو آپ نے اپنے خطبات میں محض ان مضامین کو نئے سرے سے یاد دلایا ہے، مَیں اپنی تمام جائداد وقف کرتا ہوں ؛

انچارج تحریک جدید قادیان

مابعد جنگ کے متعلق اسلام کی تعلیم

اور

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ حسنہ

(۱)

"الفضل" ۲ر جون کے لیڈر میں مفتوح اقوام کے ساتھ فاتح اقوام کی سختی کے ارادوں کا ذکر کر کے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ حسنہ پیش کیا گیا ہے۔ کہ حضورؐ نے ایک فاتح جرنیل کی حیثیت سے کیا نمونہ دکھایا۔ اس مضمون میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابعد جنگ طریق کار کی طرف اختصار کے ساتھ اشارہ کیا گیا ہے۔ مضمون کے آخری الفاظ یہ ہیں:۔

"کاش دنیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو۔ تا حقیقی امن اور چین حاصل ہو"۔

یہ الفاظ پڑھ کر مجھے ایک پرانی بات یاد آ گئی۔ غالباً ۸ مئی ۱۹۴۱ء کو طلوع فجر کے بعد خاکسار چند منٹ کے لئے لیٹا۔ خواب کی حالت میں دیکھا کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اطال اللہ بقاءہٗ واطلع شموس طالعہ کے ہاتھ میں اخبار "الفضل" کا ایک پرچہ ہے جسے حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ دیکھتے دیکھتے ایک مضمون کی طرف حضور نے خاص طور پر توجہ فرمائی اور اسے پڑھنے کے بعد اس مضمون کی بہت تعریف فرمائی کہ کیسا اچھا مضمون ہے۔ وہ مضمون اخبار کے جفت نمبر کے کسی صفحہ پر ہے۔ اور اس کا عنوان بہت لمبا ہے جو یہ ہے۔

"اگر اس دنیا میں اس ہلاکت نما جنگ کو دبانے کے لئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو جگا دو"

یہ دیر کی بات ہے جب جنگ اپنے ابتدائی سالوں میں دنیا پر پوری ہیبت اور ہلاکت کے ساتھ چھائی ہوئی تھی۔ مضمون کے عنوان میں اس طرف اشارہ تھا کہ دنیا کو جنگ سے حقیقی نجات صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ "جگا دو" سے مراد یہ ہو سکتی ہے۔ کہ حضورؐ کی تعلیم اور اسوہ حسنہ کو دنیا میں خوب شائع کرو۔ تا دنیا اس سے آگاہ ہو کر امن پا سکے۔ درحقیقت حضورؐ کی تعلیم ہی جنگ کو اس طرح دبا سکتی ہے۔ کہ پھر جنگ کی آگ نہ بھڑکے۔ جنگ ختم ہونا الگ امر ہے۔ اور ہمیشہ ہمیش کے لئے اس کا دب جانا امر دیگر۔ "الفضل" میں تازہ مضمون اس قسم کا پڑھ کر مجھے زور کے ساتھ یہ تحریک ہوئی کہ اختصار کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم حتی المقدور پیش کروں۔

(۲)

سب سے اہم بات قابل غور یہ ہے۔ کہ جنگ کا باعث کیا ہے۔ بہت بڑی وجہ جنگوں کی وہ دشمنی۔ عناد۔ کینہ تعصب اور حسد ہے۔ جو قوموں کے دلوں میں مختلف وجوہ سے ایک دوسرے کے خلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کو دور کرنے کا طریق یہی ہے۔ کہ باہمی اخوت قائم کی جائے۔ حسن سلوک کے ذریعہ نیک تعلقات استوار کئے جائیں لیکن اگر اس کے برعکس ظاہری وجوہ کو مٹانے کے درپے ہو کر ان باطنی اور اصل وجوہ کی طرف توجہ نہ کی جائے تو جنگ قائم رہیگی دلوں میں۔ اور پھر دلوں سے نکل کر وہ تباہی مچائیگی کہ الامان۔ اسلام کی ایک خاص تعلیم جو قصور دار کے متعلق ہے۔ وہ یہ ہے کہ فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ یعنی قصور دار کی اصلاح اگر اسے معاف کر دینے سے ہو سکتی ہو تو ضرور اسے معاف کر دینا چاہئے۔ ضروری نہیں کہ چونکہ اس نے قصور کیا ہے اس لئے خواہ وہ پشیمان ہو اور آئندہ کے لئے اصلاح کا وعدہ کرے پھر بھی اسے سزا دیکر اس کے دل کے حسد اور کینہ کو بڑھایا جائے۔ اسے معاف کر دینا ایک احسان ہوگا جس کے نتیجہ میں اس کی دشمنی دوستی میں۔ حسد اور کینہ خیر خواہی میں تبدیل ہو جائیگا۔ پھر جنگی قیدیوں کے متعلق فرمایا۔ اما منا بعد واما فداءً یعنی بہتر تو یہ ہے۔ کہ احسان کی راہ سے انہیں چھوڑ دو یا پھر فدیہ لیکر رہا کر دو۔ واضح رہے یہ تعلیم ان مظالم کے مقابلہ میں ہے۔ جو دشمن زیادہ سے زیادہ کر سکتا ہے۔ اور فی الواقعہ جو مظالم کفار نے مسلمانوں پر کئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے دل خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے ان الفاظ نے موہ لئے کہ لا تثریب علیکم الیوم۔ یعنی تم پر کوئی گرفت نہیں جاؤ معاف کیا۔ اور تاریخ بتاتی ہے۔ کہ اس طریق عمل سے امن عامہ کو غیر معمولی فائدہ پہنچا۔

(۳)

آج دنیا کے سامنے یہ سوال پیش ہے کہ مفتوح ومغلوب اقوام کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ کوئی کہتا ہے۔ انہیں کچل کر رکھ دو۔ کوئی کہتا ہے۔ انہیں ذلیل اور بادیہ نشینوں پر لگا دو۔ کوئی کہتا ہے۔ ان کی صنعت تباہ کر دو۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالیٰ سے الہام پاکر کہ لا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ الا تعدلوا۔ اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ (مائدہ ع۲)

اے لوگو! کسی قوم کی دشمنی تمہیں ناانصافی کی طرف نہ لے جائے۔ انصاف میں ہی تقویٰ ہے۔ پس انصاف سے کام لو۔ اور فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم (بقرہ ع۲۴) ان کے خلاف اسی حد تک سلوک کرو جس حد تک انہوں نے کیا۔ اور لا تعتدوا یعنی حد سے بڑھ کر زیادتی نہ کرو۔ قرآن کریم نے یہ اصل اس لئے بیان کیا کہ ایک ازلی ابدی قانون اس کائنات عالم میں جو خدا کا فعل ہے۔ یہ پایا جاتا ہے۔ کہ تلک الایام نداولھا بین الناس (آل عمران ع۱۴) یعنی قوموں پر حکومت ومحکومیت کے دور آتے رہتے ہیں آج فاتح کل مفتوح ہو سکتا ہے۔ اور آج کا حاکم کل محکوم ہو سکتا ہے کسی قوم کے پاس حکومت یا سرداری کی ضمانت نہیں پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ آئندہ بھی ایسا نہیں ہوگا۔ پس خیال رہے کہ فتح کا نشہ تمہیں بے خود نہ کر دے اور تم سے انسانیت سوز حرکات ایسی نہ کرا دے جو تمہاری آئندہ نسلوں کے لئے جو یقیناً محکوم ومفتوح ہونگی۔ باعث تکلیف وذلت ہو۔

(۴)

کیسا سنہری اصل ہے۔ یہ اس تعلیم کے عالمگیر ہونے پر دال ہے۔ اور بتاتا ہے۔ کہ اسے نازل کرنے والی ہستی بڑی علیم وخبیر اور حکیم ہے۔ پھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیغام دنیا کو دیا۔ لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منھم (حجرات ع۲) کوئی قوم دوسری قوم سے ذلیل کن اور تمسخر آمیز سلوک نہ کرے۔ آج اگر دنیا اس اصل کی خوبی کو پالے تو وہ کوئی قدم ایسا نہ اٹھائے۔ جو امن عامہ کے مفاد کے خلاف ہو۔ لیکن ہنوز دنیا کی آنکھیں اس تعلیم کے محاسن سے دور ہیں۔ ایک قوم دوسری کو نہایت ہی حقیر اور ذلیل سمجھتی ہے۔ اور اس سے ہتک آمیز سلوک کر کے اپنے جذبات انتقام کی آگ کو فرو کرنا چاہتی ہے۔ لیکن فطرت کو دبایا نہیں جا سکتا۔ یہ ابھرے گی اور دبانے سے زیادہ جوش کے ساتھ ابھریگی۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اسوہ سے دنیا کے لئے جو مثالیں قائم کی ہیں وہ اس دلیل کی صداقت کی گواہ ہیں۔ حضورؐ نے کبھی اپنے دشمنوں سے انتقامی رنگ میں سلوک نہ کیا۔ حضورؐ نے کبھی کسی کو حقیر یا ذلیل کرنے کی کوشش نہ کی۔ بڑے سے بڑے دشمنوں کو بھی معمولی سے عذر پر معاف فرما کر عدل۔ انصاف اور روا داری کی شاندار مثالیں قائم فرمائیں۔ اور آج بھی دنیا میں حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے۔ تو اسی اسوہ پر عمل کرنے سے۔

(۵)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

"ایک دوسری بات بھی میں نے اپنی کتاب "احمدیت" میں بیان کی ہوئی ہے۔ جس کو آج میں بڑے زور سے بیان کر دیتا ہوں۔ .... وہ بھی ایسی اہم ہے۔ کہ اس ہدایت کی خلاف ورزی دنیا میں کبھی بھی نیک نتائج پیدا نہیں کر سکتی۔ اور ہمارے غیر ممالک کے مبلغین کو چاہیئے۔ کہ فوراً اس اصل کی عام طور پر اشاعت شروع کر دیں۔ تا بعد میں کوئی یہ نہ کہے۔ کہ وقت پر ہمیں

توجہ نہ دلائی گئی تھی۔ دوسری بات جو میں نے قرآن کریم کی روشنی میں بیان کی ہوئی ہے۔ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب تم طاقت استعمال کرکے بگڑی ہوئی اور نافرمان پارٹی کو مفتوح کرلو۔ اس پر پوری طرح غلبہ واقتدار حاصل کرلو۔ لیکن تم آخر میں اپنے اور دوسروں کے حقوق کے متعلق فیصلہ کرنے لگو۔ تو یاد رکھو اس وقت جوش میں مفتوح قوم پر اپنا غصہ مت نکالو۔ بلکہ جس حد تک جھگڑا ہو۔ صرف اس حد تک اپنے فیصلوں کو محدود رکھو۔ یہ نہ ہو۔ کہ جوش اور غصہ کی حالت میں تم حدود سے متجاوز ہو جاؤ۔ اور اس پر مظالم کرنے لگ جاؤ۔ یا کوشش کرو۔ کہ وہ قوم اس طرح کچلی جائے۔ کہ آئندہ سر نہ اٹھا سکے۔ تمہارا فرض ہے۔ کہ تم صرف جھگڑے تک اپنے فیصلوں کو محدود رکھو۔ اور ناجائز پابندیاں۔ ناجائز قیود اور ناجائز دباؤ مفتوح قوم پر مت ڈالو۔ اگر تم ایسا کروگے۔ تو اس کے نتیجہ میں پھر فساد پیدا ہوگا۔ پھر بدامنی پیدا ہوگی۔ پھر لڑائی ہوگی۔ اور پھر دنیا کا امن برباد ہو جائیگا۔" (الفضل ۱۱ر اکتوبر ۱۹۴۴ء)

یہ وہ اصل ہے۔ جس کا تعلق خاص طور پر موجودہ حالات سے ہے۔ کہ دنیا کی فاتح اقوام آج پوری تیاری اور ارادہ کے ساتھ اسکی خلاف ورزی پر تلی ہوئی ہیں۔ لیکن ابھی وقت ہے۔ کہ اس اصول کی اشاعت کرکے ان اقوام پر اتمام حجت کردیا جائے۔ جو آئندہ ان کے لئے گواہ رہے۔

(۶)

پس ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ نازل ہونے والا خدا کا یہ پیغام دنیا کے لوگوں کو پہنچاتے ہیں۔ کہ اس تعلیم پر عمل کرنے سے حقیقی اور دائمی امن قائم ہوگا۔ اس تعلیم پر عمل کرنے سے جنگ صحیح معنوں میں ختم ہوگی۔ اور دنیا کو نہ صرف ظاہری بلکہ اندرونی جنگ سے نجات ملے گی۔ جو غصہ۔ کینہ۔ حسد اور جذبات انتقام کی آگ کے رنگ میں مفتوح اقوام کے سینوں کے اندر جلتی اور اصل محرک ظاہری جنگ کا ہوتی ہے۔ ہم بڑے بڑے متقدر سیاستدانوں تک یہ تعلیم پہنچاتے ہیں۔ ہم دنیا کی پارلیمنٹوں اور بڑے بڑے وزارا لحکومتوں میں بسنے والے مدبروں۔ وزیراعظموں اور پریذیڈنٹوں تک یہ آواز پہنچاتے ہیں۔ ہم سان فرانسسکو میں بیٹھنے والے نمائندگان عالم کو یہ پیغام سناتے ہیں۔ اور ہم ان بڑی اقوام کو جو اپنے آپ کو "Five" اور "Three Bigs" "دی فائیو بگز" نام سے موسوم کرتی ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوہ حسنہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اس پر عمل کیا جائے ورنہ ان کی کوئی کوشش۔ کوئی طاقت اور ان کی کوئی تدبیر انہیں ایک تیسری جنگ سے نہ بچا سکے گی۔ جنگ دب نہیں سکتی۔ آتش حسد کے شعلے بن سلگے رہ نہیں سکتے۔ غصہ اور دشمنی اور دلی عناد اور کینہ ختم ہو نہیں سکتے۔ جب تک کہ مفتوح اقوام کے دل کو اپنے حسن سلوک سے موہ نہ لیا جائے۔

(۷)

جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی۔ ظاہری جنگ بھی تاحال باقی ہے۔ ایک خوفناک جنگ۔ بحرالکاہل کے اتحادی کمانڈر انچیف ایڈمیرل چسٹر نمٹز نے کہا ہے۔ "فتح کا راستہ ابھی تک طویل اور مشکل ہے۔ دشمن ابھی تک طاقتور ہے۔ اور ہتھیار نہ ڈالنے کا مصمم ارادہ کئے ہوئے" (رسول مورخہ ۳ رجون ۱۹۴۵ء)

ہم اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم اور اسوہ حسنہ کو اس لئے پیش کررہے ہیں۔ کہ آج فاتح اقوام اس کو سنیں اور اس پر عمل کریں۔ حکومت اور غلبہ آنی جانی چیزیں ہیں۔ اس وقت ایسا قدم اٹھانا چاہیئے۔ جو قیام امن کے لئے ضروری ہے۔ جذبات کی رو میں بہنے کی بجائے دوراندیشی سے کام لینا چاہیئے۔ اور خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم میں ہی سب مشکلات کا حل ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دنیا کو اس تعلیم سے آگاہ کردیا ہے۔ اے خدا فاتح اقوام کو توفیق دے۔ کہ وہ تیرے رسول کے اسوہ اور تعلیم پر کان دھریں۔ اس پر عمل کریں۔ اور اپنی دنیا کی نجات کے سامان پیدا کریں۔

(خاکسار ناصر احمد واقف تحریک)

ایک زود نویس کی ضرورت

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبات وغیرہ قلمبند کرنے کے لئے ایک مخلص نوجوان کی ضرورت ہے۔ جو اردو میں زود نویسی کی مشق رکھتے ہوں۔ یا ٹریننگ کے بعد اس شعبہ میں مفید خدمات سرانجام دے سکتے ہوں۔ سلسلہ کی خدمت کا شوق رکھنے والے دوست بہت جلد اپنی درخواستیں بھجوائیں۔ گریڈ ۵۵-۳-۸۵ ہوگا۔ لیکن عرصہ ٹریننگ میں -/۵۰ روپیہ تنخواہ مع الاونس کے علاوہ دی جائیگی۔ مولوی فاضل پاس نوجوان اس اعلان کے خصوصیت سے مخاطب ہیں۔

(محمد یعقوب مولوی فاضل انچارج شعبہ زود نویسی قادیان)

حضرت مسیح علیہ السّلام کے دوبارہ جی اٹھنے کا بے بنیاد دعویٰ

(۱۰) قبر کی نگرانی

حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ زندہ ہو جانے کے ثبوت میں تیسری بات یہ پیش کی گئی ہے کہ ان کی قبر پر پہرہ دار متعین تھے۔ اور کڑی نگرانی کررہے تھے۔ پھر حضرت مسیح کس طرح ان کے پہرہ سے نکل گئے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"یہ قابل غور حقیقت ہے۔ کہ مسیح کی صلیب پر موت کے بعد شاگردوں کی ساری امیدیں ٹوٹ گئی تھیں۔ اور ان پر ایک گہری مایوسی چھائی ہوئی تھی۔ اور اسکی دلیل یہ ہے۔ کہ وہ سب کے سب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ گویا کہ ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ کہ وہ مردوں میں سے جی اٹھیگا"۔ ان الفاظ میں مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے کی بجائے اسکی تردید میں ایک زبردست ثبوت دیا گیا ہے۔

اگر واقعی حضرت مسیح علیہ السلام نے بار بار شاگردوں کے سامنے بیان کیا تھا۔ کہ میں تیسرے دن جی اٹھوں گا۔ تو ان پر اتنی گہری مایوسی اور حد درجہ کی ناامیدی کیوں چھائی ہوئی تھی؟ وہ کیوں پژمردہ اور دل شکستہ ہوکر اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ کیا ان میں سے کسی کو بھی یاد نہ رہا۔ کہ مسیح نے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں تیسرے دن جی اٹھوں گا؟ اور وہ سب کے سب اس عظیم الشان کلام ربانی کو بھول چکے تھے۔ حیرت کی بات ہے۔ کہ دشمنان دین وایمان کے مقابل پر دے کے حضرت مسیح ایک ہی نشان دکھانے کا وعدہ کریں۔ کہ میں تین دن کے بعد جی اٹھونگا۔ لیکن اسی نشان کو جو مسیح کی صداقت کی واحد دلیل تھا۔ اس کے شاگرد بالکل فراموش کردیں۔ اور ان کے جی اٹھنے پر بھی اس کا یقین نہ کریں۔ اور مسیح کو زندہ دیکھنے کے باوجود اسے بھوت خیال کریں۔ جب مسیح زندہ ہو گیا تھا۔ اس وقت تو انہیں وہ پیشگوئی یاد آجانا چاہیئے تھی۔ لیکن اس وقت بھی انہیں یہ بات یاد نہیں آئی۔ وہ حواری جو مسیح کی چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی نظر رکھتے تھے۔ اور اپنی ملاقاتوں کے اوقات بھی یاد رکھتے تھے ان کا اس عظیم الشان نشان کو یاد نہ رکھنا از حد تعجب انگیز ہے لیکن صحیح بات یہی ہے۔ جیسا مضمون نویس نے لکھا ہے۔ کہ "گویا ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ کہ مسیح مردوں میں سے جی اٹھیگا"۔ واقعی ان کے وہم وگمان میں نہ تھا۔ کیونکہ ان کے نزدیک بھی مردوں کا جی اٹھنا امر محال تھا۔ کیونکہ مسیح کے قبر میں رہنے کے نشان کو یونس نبی کے مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے نشان سے مشابہت دی گئی تھی۔ اور یونس نبی زندہ ہی اس میں رہے تھے۔ لیکن شاگردوں نے اپنی سادہ لوحی سے سمجھا۔ کہ وہ مر گیا۔ پس وہ اس نشان سے ہی مایوس ہو گئے۔ کہ جب وہ مر گیا۔ تو اب کیا نشان دکھائے گا۔

پھر مضمون نویس صاحب لکھتے ہیں۔

"لیکن اس کے برعکس مسیح کے دشمن مسیح کی موت کے بعد مسیح کے اس قول اور دعویٰ کو کہ وہ تین روز کے بعد ضرور جی اٹھے گا۔ نہایت اہمیت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بار بار حاکم وقت سے کہا۔ کہ حضور ہم کو یاد ہے۔ کہ اس دھوکا باز نے کہا تھا۔ کہ میں تین روز کے بعد مردوں میں سے جی اٹھونگا۔ پس حکم دے کہ تین دن تک قبر کی حفاظت کی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ اسکے شاگرد اسے چرا لے جائیں۔ اور لوگوں کو کہہ دیں۔ کہ وہ اپنے دعویٰ کے مطابق تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھا ہے۔ اور یہ پچھلا دھوکا پہلے سے زیادہ بڑا ہے۔

یہودیوں کا اس بات کو اہمیت دینا کہ وہ تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھیگا۔ کیا یہ اس وجہ سے تھا۔ کہ وہ یقین رکھتے تھے۔ کہ واقعی ایسا ہو جائیگا؟ کیا وہ مسیح کی ساری باتوں کو ایسا ہی سچا سمجھتے تھے؟ اگر یہی امر واقعہ تھا۔ تو وہ مسیح کو دھوکا باز نہ کہتے۔ عجیب بات ہے۔ کہ اتنے نشانات ظاہر ہوئے۔ زلزلہ آیا۔ چٹانیں تڑک گئیں۔ ہیکل کا پردہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ مردے ہزاروں کی تعداد میں زندہ ہوکر اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ جنمیں سے اکثر غالباً حضرت مسیح کے دشمن یہودیوں کے رشتہ دار اور خویش واقارب ہوں گے۔ اور وہ بہتوں کو دکھائی دیئے (متی باب ۲۷) مگر یہودی پھر بھی اسکی قبر کی نگرانی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور پیلاطوس بھی انہیں یہ نہیں کہتا۔ کہ ارے بدبختو۔ اتنے نشانات ومعجزات تم نے دیکھے۔ اب بھی تم اسکی صداقت کے منکر ہو۔ یہ باتیں بتاتی ہیں۔

کہ یہودی مسیح کی پیشگوئی پر یقین رکھنے کے باعث نہیں۔ بلکہ صلیب سے زندہ اترآنے کے شبہ کے خیال سے اس کی نگرانی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے الفاظ کہ "اس کا یہ دھوکا پہلے سے بڑا نہ ہو" بتاتے ہیں۔ کہ ان کو یہ شبہ تھا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرے۔ پس انہوں نے قبر کی نگرانی کا ارادہ کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کو اپنے مسیح کی حفاظت کرنا ضرور تھا۔ اس نے ایسے سامان پیدا کر دیئے۔ کہ یہ مطالبہ ان کا اتنی دیر بعد ہوا کہ مسیح ؑ قبر سے نکل گئے۔ اور وہ لکیر پیٹتے رہ گئے۔ چنانچہ جب انہوں نے یہ مطالبہ پیلاطوس کے سامنے پیش کیا۔ تو اس نے نہایت لاپرواہی سے جواب دیا "تمہارے پاس پہرے والے ہیں۔ جاؤ جہاں تک تم سے ہو سکے تم اس کی حفاظت کرو"۔ متی $\frac{27}{65}$

گویا وہ درپردہ ان کی بغاوت وجہالت پر ہنس رہا تھا۔ اور ان کو بیوقوف بنا رہا تھا کیونکہ حضرت مسیح ؑ اس سے پہلے ہی وہاں سے جا چکے تھے۔ پھر اس بات پر بھی شبہ ہے کہ کوئی خاص پہرہ مقرر کیا گیا تھا یا نہیں۔ کیونکہ اس کا ذکر صرف متی نے اپنی انجیل میں کیا ہے۔ اور باقی تینوں انجیل نویس اس کا اشارہ تک نہیں کرتے۔ اتنی بڑی بات کے متعلق ان کا سکوت خصوصاً یوحنا جیسے غال کا خاموش رہنا اناجیل کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

مضمون نویس صاحب لکھتے ہیں۔ کہ پہرے والے سختی سے پہرا دے رہے تھے لیکن انہوں نے ایسے نشانات کا مشاہدہ کیا کہ وہ الٹا مسیح کی دوبارہ زندگی کے گواہ بن گئے۔ چنانچہ انہوں نے فرشتہ نازل ہوتا دیکھا۔ اس نے پتھر کو ڈھکایا۔ اس کی صورت بجلی کی تھی۔ اس کی ہیبت سے پہرہ دار کانپ گئے۔ اور اس بات کی سچائی کا یقین مسیح کے دشمنوں کو بھی ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے پہرہ داروں کو بہت سا روپیہ رشوت دیا۔ اور کہا کہ جب تم سے کوئی پوچھے تو تم کہہ دینا کہ ہم سو رہے تھے۔ یسوع کے شاگرد اس کی لاش کو آکے چرا لے گئے۔ ملخصاً۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ اول جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ اس بات کو صرف متی بیان کرتا ہے۔ اور باقی انجیل نویس اس کے متعلق بالکل خاموش ہیں۔ اگر ایسا عظیم الشان واقعہ ہوا تھا۔ تو باقیوں نے اس کا کیوں ذکر نہ کیا۔ خصوصاً لوقا اور یوحنا کو تو ضرور کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ لوقا صحیح صحیح واقعات کی دریافت کا ذمہ اپنے اوپر لیتا ہے۔ اور یوحنا اتنا غلو کرتا کہ رائی کو پہاڑ بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

دوم۔ اگر یہودیوں نے رشوت دے کر پہرہ داروں کو اپنی طرف کر لیا تھا۔ تو مسیح ؑ کو کس نے رشوت دی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگی کے بعد کیوں اس واقعہ کو مشہور نہ کیا۔ اور کیوں شاگردوں سے چھپ چھپ کر ملتا رہا۔ اور لرزاں و ترساں یروشلم سے بھاگنے کی کوشش کی۔ اگر کہو کہ اسے یہودیوں کا خوف تھا۔ تو یہ غلط ہے کیونکہ بقول عیسائی صاحبان اسوقت وہ جلالی جسم میں تھا۔ اسے کیا خوف ہو سکتا تھا۔ پس اس کا حد درجہ احتیاط کرنا بتاتا ہے کہ وہ مردوں میں سے نہیں جی اٹھا تھا۔ بلکہ اسی جسم کے ساتھ بے ہوشی سے ہوش میں آگیا تھا۔

سوم:۔ اس واقعہ کو چھپانے کے لئے جو یہودیوں کا یہ منصوبہ بیان کیا گیا ہے وہ اتنا کمزور ہے کہ کوئی عقلمند اس کا یقین نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس پر سوال ہوتا ہے کہ اگر پہرے دار سوئے تھے۔ اور شاگرد یسوع کی لاش کو چرا لے گئے۔ تو محو خواب ہونے کی حالت میں شاگردوں کی چوری کا پہرے داروں کو کس طرح علم ہوا۔ اور پھر اس بات سے یہ کس طرح ثابت ہو گیا کہ وہ مردوں میں سے جی اٹھا۔ یہ کیوں نہ مانا جائے کہ وہ قبر میں زندہ ہی تھے۔ اور زندہ ہی وہاں سے نکل گئے۔ غرض یہ ایسی کچی باتیں ہیں کہ کوئی عقلمند ان پر یقین نہیں کر سکتا۔

باوجود ان سب باتوں کے بفرض محال اگر ہم مان بھی لیں کہ واقعی یہودیوں نے پہرہ دار بٹھا دیئے تھے اور وہ قبر کی نگرانی کر رہے تھے۔ تو پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جس طرح ان کو صلیب سے زندہ اتار لیا۔ اسی طرح اس نے ان کو قبر میں سے بھی نکال لیا۔ اور یہ کوئی ناممکن امر نہیں۔

ہمارے سید و آقا سردار دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دشمن کے نرغہ میں سے نکالا تھا جبکہ خونخوار دشمن چاروں طرف سے آپ کے مکان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ اور بڑی کڑی نگرانی کر رہے تھے۔ لیکن باوجود ان نگرانیوں کے آپ دشمن کی آنکھوں میں خاک ڈال کر وہاں سے نکل آئے۔ پس اسیطرح حضرت مسیح کے دشمنوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے غافل کر دیا۔ اور وہ وہاں سے صحیح و سلامت چلے آئے۔ خصوصاً جبکہ بعض ہوشیار و بااثر لوگ ہر قسم آپ کی مدد کر رہے تھے۔ اور یہ کوئی بعید بات نہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے نیک بندوں کو ایسے مصائب میں سے اسیطرح نجات دیا کرتا ہے۔ اور دشمن کف افسوس ملتے رہ جاتے ہیں۔

نور الحق انور

داخلہ تعلیم الاسلام کالج قادیان

تعلیم الاسلام کالج کی فرسٹ ایر (آرٹ اور سائنس نان میڈیکل) میں داخلہ ۹ر جون سے شروع ہو کر دس روز تک جاری رہے گا۔ فارم درخواست کالج کے دفتر سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

طلباء اپنے ہمراہ مندرجہ ذیل سرٹیفکیٹ لیکر آئیں۔

(۱) پروویژنل سرٹیفکیٹ Provisional certificate.

(۲) کیریکٹر " Character certificate.

والد یا گارڈین کی طرف سے تحریری اجازت نامہ بھی ساتھ ہونا چاہیئے۔ میرزا ناصر احمد پرنسپل تعلیم الاسلام کالج قادیان

ہر خادم کم از کم ایک احمدی بنانے کا وعدہ کرے

حضرت امیر المومنین کے ایک گزشتہ ارشاد کے مطابق مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ خدام کو یہ بھی تحریک کی ہے کہ وہ سال میں کم از کم ایک احمدی بنانے کا وعدہ کریں۔

تمام قائدین مجالس خدام الاحمدیہ سے گزارش ہے کہ وہ یہ وعدے لے کر جلد مرکز میں ارسال کریں۔ اور پھر بار بار خدام کو ان کا وعدہ یاد دلاتے رہیں۔ تا وہ اس وعدہ کو پورا کرنے کی انتہائی کوشش بھی کریں۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے۔ کہ ایک انسان کی ہدایت کروڑ ہا روپیہ کے صدقہ سے بھی بہتر ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ ہر سال ایک احمدی بنانا ہمیں کس قدر اجر کا مستحق بنائے گا۔

پس تمام وہ لوگ جو اپنی آخرت کا فکر رکھتے ہیں۔ اور خدا کا قرب اور اس کی رضا کو اپنا مقصود ٹھہراتے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ دیوانہ وار تبلیغ میں لگ جائیں۔ حضرت امیر المومنین کے ارشاد کی تعمیل میں احمدی بنانے کا وعدہ کر لیں۔ تو اس کے بعد خدا کے حضور گڑگڑائیں کہ تیرے پیارے اور اپنے امام کے ارشاد کی تعمیل میں ہمنے وعدہ کر لیا ہے۔ اب تو اسکو پورا کرنے کی توفیق دے۔ جو خادم بھی اس طریق کو اختیار کرے گا۔ وہ دیکھے گا انشاءاللہ ضرور کامیاب ہوگا۔

عباس احمد مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ

کیا آپ نے یکم جون کا خطبہ پڑھ لیا ہے؟

آپنے یکم جون کا خطبہ جو ۱۲ر جون کے "الفضل" میں شائع ہوا ہے پڑھ لیا ہوگا۔ اس سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ آپنے اپنا تحریک جدید اور ترجمۃ القرآن کا وعدہ جلد سے جلد پورا کرنا ہے تا حضور کے ارشاد کی جلدی تعمیل کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔ اور حضور آپکے لئے دعا فرمائیں۔ ایسے ناموں کی پہلی فہرست ۳۰ر جون کو حضور کی خدمت میں دعا کے لئے پیش ہوگی۔

مدراس۔ سیلون۔ مالابار۔ مشرقی افریقہ وغیرہ کے احباب کو چاہیئے کہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ۳۱ر جولائی تک ترجمۃ القرآن اور تحریک جدید کے وعدوں کو ادا کریں۔ ۳۱ر جولائی کو دوسری فہرست حضور کی خدمت میں پیش ہوگی۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔

کارکنان کا فرض ہے کہ جنہوں نے پہلے حصہ نہیں لیا۔ انہیں اب شامل کریں۔ اور اپنی ایک ماہ کی آمد پہلے سال کے لئے دیکر شامل ہوں۔ اور عہدہ داران ایسے احباب کی الگ فہرستیں ارسال فرمائیں۔

فنانشل سکرٹری تحریک

فقہ احمدیہ کا امتحان اور لجنات اماء اللہ

لجنہ اماء اللہ کے ماتحت جو امتحان فقہ احمدیہ حصہ دوم بمعہ فتاویٰ احمدیہ ۲۸ رجون ۱۹۴۵ء کو ہو رہا ہے۔ اس میں باہر کی لجنات نے بہت کم حصہ لیا ہے۔ براہ مہربانی باہر کی لجنات اس طرف توجہ فرما کر جلد امتحان کے لئے نام پیش کریں۔ عزیزہ رضیہ سکرٹری تعلیم لجنہ مرکزیہ

درخواستہائے دعا

(۱) جناب سید ارشد علی صاحب لکھنؤ کی بیماری تشویشناک ہو رہی ہے (۲) چودھری خوشی محمد صاحب بی ایس سی ایگریکلچرل کالج لائلپور بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار رہے (۳) محمد حیات صاحب رانجھو سہارنپور پر ایک مقدمہ دائر ہے (۴) ریحانہ صاحبہ بنت ظریف صاحب شمس النساء بیگم صاحبہ اور سید ظہیر احمد صاحب بیمار ہیں۔ (۵) مولوی فضل الرحمن صاحب بنگالی دارالانوار قادیان میں عرصہ سے بیمار ہیں (۶) راجہ غلام رسول صاحب محلہ دارالفضل کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں (۷) حافظ بشیر احمد صاحب ہوشیارپوری امتحان میں کامیابی کے خواہاں ہیں (۸) محمد رمضان صاحب محلہ دارالسعۃ پہریدار حضرت اقدس قادیان بعض مشکلات میں ہیں (۹) خلیل الرحمن صاحب احمدی بریلی کی اہلیہ بیمار ہیں۔ (۱۰) ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب آنر موگا قادیان کی اہلیہ صاحبہ دماغی عوارض سے بیمار ہیں (۱۱) ماسٹر عطار محمد صاحب قصور لڑکا بیمار ہے (۱۲) عبدالجلیل صاحب مردان کی والدہ صاحبہ اور بچے بیمار ہیں (۱۳) میاں محمد عبداللہ صاحب احمدی ٹیلر ٹر گوجرانوالہ بعارضہ فالج بیمار ہیں (۱۴) اختر النساء صاحبہ جالندھر کا بھائی افتخار احمد اور ان کی نانی صاحبہ بیمار ہیں (۱۵) میاں محمد الیاس صاحب بریلی کی لڑکی فتنہ خاتون بیمار ہے (۱۶) ماسٹر حبیب احمد صاحب قریشی بریلی کی لڑکی امۃ المبارک تپ دق سے بیمار ہے (۱۷) چودھری محمد شریف صاحب فیروز والہ گوجرانوالہ کا لڑکا حبیب اللہ اور پوتا محمد امجد بیمار ہے۔ (۱۸) مولوی عنایت اللہ صاحب تاجر کتب قادیان ملیوری سے بیمار ہیں (۱۹) مولوی محمد حمید صاحب مولوی فاضل بیماری کے عادی ہیں۔ (۲۰) تمام احمدی بھائیوں کی

جو سنگار پور کی شکست کے بعد جاپانی ✲

اعلانات نکاح

مورخہ ۲۰ مئی بروز اتوار بمقام احمدیہ مسجد دہلی بوقت ۱۱ بجے دن خاکسار نے مکرمی شیخ عبدالحق صاحب ایس۔ ڈی۔ او کی دو صاحبزادیوں کے نکاح کا حسب ذیل اعلان کیا:۔

(۱) ناصرہ نسرین بیگم کا نکاح شیخ محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایم۔ ایس سی ولد شیخ نواب الدین صاحب ساکن لاہور کے ساتھ ایک ہزار روپیہ مہر پر۔

(۲) گلشن آراء کا نکاح شیخ صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ولد خان صاحب شیخ جلال الدین صاحب ساکن لاہور کے ساتھ دو ہزار روپیہ مہر پر۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے۔ ان رشتوں کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے (خاکسار عبدالحمید سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ دہلی)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے (منیجر)

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

واشنگٹن ۵ رجون۔ آج اتحادی جہازوں نے خاص جاپان پر ایک اور زبردست حملہ کیا۔ ساڑھے چار سو ہوائی جہازوں نے کوبے کی صنعتی بندرگاہ پر تین ہزار ٹن کے بم گرائے۔ کوبے جاپان کے پانچ بڑے شہروں میں سے ایک ہے۔ اوکی ناوا میں امریکن فوج ایک اور جگہ اتر گئی ہے۔ اور اس نے سمندری کنارے پر ایک مورچہ قائم کر لیا ہے۔ لوزان اور منڈاناؤ میں اتحادی دستوں کو اور کامیابی ہوئی ہے۔

قاہرہ ۵ رجون۔ کل قاہرہ میں عرب لیگ کا جلسہ ہوا۔ لیگ میں بیان کیا گیا۔ کہ لیگ فرانس اور شام ولبنان کے جھگڑے میں شام اور لبنان کی پوری پوری حمایت کریگی۔ وزیر اعظم مصر لیگ کے صدر تھے۔ لیگ میں شاہ فاروق کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ اس کے بعد خفیہ جلسہ شروع ہوا۔ جس میں شام ولبنان کا معاملہ پیش ہوا۔ دمشق میں لوگوں نے کاروبار شروع کر دیا ہے۔ برطانوی ٹینک ہر طرف چکر لگا رہے ہیں۔ اور ہر خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بیروت میں بھی کاروبار شروع ہو گیا ہے۔

لنڈن ۵ رجون۔ ناروے کے بادشاہ انگلستان سے اپنے ملک میں واپس جا رہے ہیں۔ پانچ سال ہوئے۔ جب آپ انگلستان آئے تھے۔

کراچی ۵ رجون۔ لارڈ ویول وائسرائے ہند کل تقریباً دس ہفتہ کی غیر حاضری کے بعد دہلی پہنچ گئے ہیں۔ اخبار ڈیلی سکیچ نے لکھا ہے۔ کہ لارڈ ویول کے دورہ کا پہلا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ وہ ایگزیکٹو کونسل میں اہم تبدیلیاں کرینگے۔

چنکنگ ۵ رجون۔ میجر جنرل البرٹ نے انکشاف کیا ہے۔ کہ ایک امریکن مہاجی فوج کو ہوائی جہازوں سے چین کے میدانِ جنگ میں پہنچا دیا گیا ہے۔ یہ فوج برما کی پہاڑیوں کی لڑائی میں شہرت حاصل کر چکی ہے۔

لنڈن ۵ رجون۔ کل مسٹر چرچل نے انتخابی مہم کا آغاز کرتے ہوئے سوشلسٹوں کی پالیسی پر سخت نکتہ چینی کی۔ اور کہا۔ کہ ان کی پالیسی برطانیہ کے آزادی کے خیال کے خلاف ہے۔ اور ڈکٹیٹر شپ سے ملتی جلتی ہے آپ نے لبرل پارٹی کے متعلق کہا۔ کہ آج کل لبرل پارٹی کے خیالات شاذو نادر ہی ملتے ہیں۔ میں حیران ہوں۔ کہ لبرل ممبر جاپان کی شکست تک کیوں وزارت میں نہ رہے۔ غالباً وہ دارالعوام میں آئندہ زیادہ نشستیں حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں۔

گوام ۵ رجون۔ ماہ مئی کے شروع سے جاپان کے بڑے بڑے شہروں مثلاً ٹوکیو۔ اوساکا۔ کوبے۔ کیوٹو اور یوکوہاما پر روزانہ ۵ لاکھ اور دس لاکھ کے درمیان اشتہارات پھینکے جا رہے ہیں۔ ان میں جاپانیوں کو تلقین کی جاتی ہے۔ کہ وہ ہتھیار ڈالدیں۔ کئی اشتہارات میں محض اپیل کی گئی ہے۔ اور کئی اشتہارات میں سخت انتباہ کیا گیا ہے۔

لاہور ۵ رجون۔ سونا۔ -/۷۵/۱ روپے چاندی -/۱۲/۱۳۱ روپے پونڈ۔ -/۱/۵۰ امرتسر سونا -/۱۲/۷۷ روپے۔

واشنگٹن ۵ رجون۔ ری پبلکن نمائندہ مسٹر کلیر بوتھ لوس نے ایک بیان میں بتایا۔ اگر برطانیہ نے ہندوستان کی آزادی کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہ کی۔ تو آئندہ نسل میں ہندوستان سوویٹ روس کا جزو بن جائیگا۔ آپ سے ہندوستان کے تعلیم یافتہ طبقہ میں روس کے بڑھتے ہوئے میلانات کے بارہ میں دریافت کیا گیا۔ اس پر آپ نے بتایا۔ کہ سوویٹ روس میں ہندوستان کی شمولیت انسانی تاریخ کی سب سے بڑی ٹریجڈی ہو گی۔ اور ہندوستانی عوام اور آزادی کے لئے سب سے بڑا نقصان۔ میں نے ہندوستان کی آزادی اور خود مختاری کے لئے بہت عرصہ کام کیا ہے۔ میرا یقین رہا ہے۔ اور اب بھی یقین ہے۔ کہ برطانوی سلطنت کی سلامتی کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہندوستان کو خود مختار کر دیا جائے۔

سان فرانسسکو ۵ رجون۔ کل سان فرانسسکو سے ایم سابولیوف کو فوری طور پر ماسکو بلایا گیا ہے۔ اس واقعہ نے کانفرنس پر حیرانگی طاری کر دی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ کی واپسی کی ہدایات اس وقت موصول ہوئی تھیں۔ جبکہ ماسکو نے معاہدہ یالٹا کی توجیہہ کے بارہ میں اتحادی زاویۂ نظر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

لنڈن ۵ رجون۔ آسٹریا اور جرمنی کے مقبوضہ منطقوں کی حدبندی شروع ہو گئی ہے۔ اور ایک مشترکہ کنٹرول کمیشن کی تکمیل کا کام جاری ہے۔ جنرل آئزن ہاور۔ زوکاف اور منٹگمری کے درمیان مذاکرات کے بعد نیز مقبوضہ جرمنی کی حدبندی کے بارہ میں اعلان سے واضح ہو گیا ہے۔ کہ اب جرمنی کے مستقبل کے بارہ میں اتحادی حلقے ہم آہنگ ہیں۔

حیدر آباد دکن ۵ رجون۔ حضور نظام نے ایک غیر معمولی گزٹ کے ذریعہ ایک فرمان جاری کیا ہے۔ جس میں اپنے صدرِ اعظم نواب صاحب چھتاری کو ان کی وفادارانہ خدمات کے صلہ میں سعید الملک کے خطاب سے نوازا ہے۔

اجین ۵ رجون۔ ۳ رمئی رات کو ایک بجے مسلح پولیس کے ایک ہزار سے زیادہ جوان اور فوج نے شاہی مسجد اجین اور مسلمانوں کے تمام محلوں کو محاصرہ میں لیکر آمدورفت بند کر دی۔ اسپ سوار پولیس کے سواروں کے دستے کرچوں اور رائفلوں سے آراستہ خاص خاص ناکوں پر تعینات تھے۔ جنہوں نے صبح گیارہ بجے تک ہر شخص کو آنے جانے سے روکے رکھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ شاہی مسجد میں صبح کی نماز کے لئے بھی مسلمانوں کو نہیں آنے دیا گیا۔ دن کے گیارہ بجے بعد ناکہ بندی قائم رکھ کر آمدورفت کی اجازت دی گئی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ میونسپلٹی کے احاطہ میں ایک مزار کو سرکاری طور پر کھدوا دیا گیا۔

لنڈن ۵ رجون۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ ہندوستانی افواج کے تقریباً ۱۶۰ وائسرائے کمشنڈ آفیسرز نے جو نازی جیل کیمپوں سے رہا ہو کر جرمنی سے یہاں واپس آئے ہیں۔ گلاسکو سے جہاز میں سوار ہونے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ انہیں کیبن میں جگہ نہ دی گئی تھی۔

بیروت ۵ رجون۔ پیرس ریڈیو نے شام اور لبنان کی صورت حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ یقین اور وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ قضیہ شام اور لبنان میں روس ہمارے ساتھ ہے۔

بمبئی ۵ رجون۔ ماتری بھومی اور بھارت کا چار میں جناح امیری کی جو جعلی خط وکتابت شائع ہوئی تھی۔ اس کے سلسلہ میں ماتری بھومی کے ایڈیٹر نے داور میں رپورٹر کے ٹی رام چندر ناڑ کے خلاف زیر دفعہ ۲۰ الم۔ ۱۷ الم۔ ۶۱ الم مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ ملزم کا وارنٹ گرفتاری جاری کر دیا گیا ہے۔

لنڈن ۵ رجون۔ سر رابرٹ کریگی سابق سفیر برطانیہ متعین جاپان نے واضح کیا ہے۔ کہ جن اشخاص کا خیال ہے۔ کہ جاپان ۱۹۴۶ء تک غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دیگا۔ وہ مایوس ہوں گے۔ آپ نے اس خیال کا اظہار کیا ہے۔ کہ جاپانی جرمنوں سے زیادہ سخت جان ہیں۔ اور وہ زیادہ جم کر لڑینگے۔ اور جب ان کی حالت بہت زیادہ خراب بھی ہو جائیگی۔ پھر بھی وہ کچھ نہ کچھ بچانے کی کوشش کرینگے۔

ماسکو ۵ رجون۔ مارشل سٹالن نے شام کے متعلق اتحادی ملکوں کو جو نوٹ بھیجا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے۔ کہ شام ولبنان اور فرانس تینوں اتحادی ملکوں میں شامل ہیں۔ اور سان فرانسسکو کانفرنس میں حصہ لے رہے ہیں۔ مگر اس وقت فرانس کی طرف سے جو اقدام اختیار ہو رہا ہے۔ وہ کانفرنس کے مفاد کے منافی ہے۔ کوششیں یہ ہونی چاہیئے۔ کہ جنگ جلد سے جلد بند ہو جائے۔

لنڈن ۵ رجون۔ جرمنی سے اطلاع ملی ہے کہ جرمنی سے ہٹلر کا نام مٹایا جا رہا ہے۔ جن باغوں اور بازاروں کو ہٹلر کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ ان کا نام تبدیل کر دیا گیا ہے۔

بمبئی ۵ رجون۔ مسٹر جناح نے شام ولبنان کے متعلق ایک بیان دیتے ہوئے فرانس کے اقدامات کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی۔ اور مسلمانانِ ہند کی طرف سے شام ولبنان کے لوگوں سے پوری ہمدردی ظاہر کی ہے اور شام ولبنان کے لوگوں کو یقین دلایا ہے۔ کہ دس کروڑ ہندوستانی مسلمانوں سے جو کچھ ہو سکا وہ اس سے دریغ نہیں کرینگے۔ اور عرب لیگ کی پوری امداد کرینگے۔ ہندوستانی مسلمان عرب لیگ کے فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پوری ہمت سے کام لینگے۔

کانڈی ۵ رجون۔ آج برما میں پیگو کے محاذ پر ٹینکوں کی مدد سے جاپانیوں پر گولے برسائے گئے۔ جس پر وہ پیچھے ہٹ گئے۔ اور ہمارے دستے ایک میل سے کچھ زیادہ آگے بڑھ گئے۔ باوجود اس کے کہ جاپانیوں نے بارودی سرنگیں بچھا رکھی تھیں۔ دوسرے محاذ پر ہماری فوجیں کلاؤ کے شہر سے چار میل دور رہ گئی ہیں۔ اس مورچے پر ابھی تک جاپانیوں سے کوئی جھڑپ نہیں ہوئی۔

قاہرہ ۵ رجون۔ آج عرب لیگ میں وزیر اعظم مصر نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے کہا۔ سارے عرب ممالک برطانیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ اس نے شام اور لبنان میں خون خرابہ کو روک دیا۔

لاہور ۵ رجون۔ پنجاب کے کانگرسی لیڈر ڈاکٹر گوپی چند بھارگو پر سے سٹی کارپوریشن کی حدود میں نظر بندی کی پابندی کو حکومت پنجاب نے واپس لے لیا ہے